فتاوی عالمگیری: ایک تعارفی مطالعہ

حافظ محمد زبیر *

حافظ حسین ازہر **

فتاوی لفظ 'فتوی' کی جمع ہے اور اس کا مادہ 'ف ۔ ت ۔ ؤ' ہے۔ عربی زبان میں 'فتـوۃ' کا لفظ نوجوانی کے معنی میں مستعمل ہے۔ اسی لیے نوجوان لڑکے کو عربی زبان میں 'فتـی' اور نوجوان لڑکی کو 'فتـاۃ' کہتے ہیں' جن کی جمع علی الترتیب 'فتیة' اور 'فتیات' آتی ہے۔ بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ جب کبھی اسلامی معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو تو اس کی اصلاح کی خاطر فتوی جاری کیا جاتا ہے یعنی فتوی کا مقصد کسی صالح اسلامی معاشرے کو فکری و عملی ضعف و کمزوری کے بعد دوبارہ جوانی عطا کرنا ہے۔ اسی لیے فتوی کو 'فتوی' کہتے ہیں۔ [1] اس کی جمع 'فتاوی' آتی ہے۔ فتوی کی اصطلاحی تعریف کے بارے میں 'المعجم الوسیط' کے مؤلفین لکھتے ہیں:

> "الجواب عما یشکل من المسائل الشرعیة أو القانونیة (ج) فتاو أو فتاوی ودار الفتوی مکان المفتی." [2]

> ''فتوی سے مراد شرعی یا قانونی مسائل کی مشکلات کا جواب ہے۔ اس کی جمع 'فتاو' یا 'فتاوی' آتی ہے۔ دارالافتاء سے مراد مفتی کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔''

فتاوی عالمگیری کا تاریخی پس منظر:

برصغیر پاک و ہند میں شروع ہی سے فتاوی کی تصنیف و تالیف کی طرف خاصی توجہ رہی ہے۔ عام طور پر غیاث الدین بلبن (م-۶۸۶ھ) کے بارے میں معروف ہے کہ اس نے اپنے زمانے کے معروف علماء و فقہاء کو دہلی میں جمع کر کے ایک جامع و مانع فتاوی کی تالیف پر آمادہ کیا تھا۔ بعد ازاں اس دور کے معروف عالم دین شیخ داؤد بن یوسف الخطیب رحمہ اللہ نے ایک فتاوی مرتب کیا جس کا نام 'فتاوی غیاثیہ' رکھا گیا۔ بلبن کے بعد جلال الدین فیروز خلجی (م-۶۹۰ھ) کے زمانے میں معروف فقیہ شیخ مظفر کرامی رحمہ اللہ نے عام لوگوں کی سہولت و آسانی کے لیے سوال و جواب کے انداز میں ایک فتاوی مرتب کرنا شروع کیا' لیکن وہ اس کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ ان کی وفات کے بعد قبول خان قراخان رحمہ اللہ نے اس کو مکمل کیا جس کی وجہ سے یہ 'فتاوی قراخانیہ' کے نام سے مشہور ہوا۔ سلطان محمد تغلق (م-۷۵۹ھ) کے زمانے میں اس کے ایک وزیر امیر تاتار خان رحمہ اللہ تھے جو ایک سکہ بند عالم دین بھی تھے' انہوں نے اپنے ایک معاصر فقیہ شیخ فرید الدین عالم

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف ہیومینیٹیز، کامسٹس انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، لاہور، پاکستان

** اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف سوشل سائنسز، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز، لاہور، پاکستان

بن عطاء رحمہ اللہ کو ایک فتاوی مرتب کرنے کا مشورہ دیا جو بعد میں 'فتاوی تاتارخانیہ' کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ فتاوی تیس جلدوں میں تھا۔ فتاوی عالمگیری میں اس فتاوی سے بہت حوالے ہیں۔ اسی طرح گجرات کے قاضی القضاۃ حماد الدین احمد رحمہ اللہ کی رہنمائی پر معروف و مشہور فقیہ رکن الدین ناگوری رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے مفتی داؤد ناگوری رحمہ اللہ نے ایک مجموعہ مسائل و احکام مرتب کیا جو 'فتاوی حمادیہ' کے نام سے معروف ہوا۔ علاوہ ازیں جونپور کے حکمران ابراہیم شرقی رحمہ اللہ کی فرمائش پر قاضی احمد بن محمد نظام الدین جونپوری رحمہ اللہ نے ایک مجموعہ فتاوی مدون کیا جو 'فتاوی ابراہیم شاہی' کے نام سے معروف ہے۔ مشہور حکمران ظہیر الدین بابر رحمہ اللہ (م۔۸۸۹ھ) کی ایماء پر شیخ نورالدین خوافی رحمہ اللہ نے ایک فتاوی مرتب کیا جس نے 'مجموعہ فتاوی بابری' کے نام سے شہرت پائی۔ (۳)

بعد ازاں سلطان اورنگزیب عالمگیر (م۔۱۷۰۷ء) کے زمانے میں یہ کام اپنے عروج کو پہنچا۔ عالمگیر خود بھی فقہی مسائل میں گہری دسترس رکھتا تھا اور وقتاً فوقتاً علماء و فقہاء کی مجالس بھی منعقد کرتا رہتا تھا۔ اس نے فتاوی کی تدوین کے لیے علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کا سربراہ شیخ نظام الدین برہان پوری رحمہ اللہ کو بنایا۔ علماء کی ایک کمیٹی کو غالباً چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصے کا ایک صدر بنا دیا گیا اور فتاوی کی جمع و ترتیب کا کام چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک جماعتِ علماء کے سپرد ہوا۔ اس فتاوی کی تالیف پر تقریباً دس لاکھ کا خرچ آیا اور اس میں کم و بیش ایک لاکھ مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ فتاوی تقریباً آٹھ سال میں مکمل ہوا اور اس کی تالیف کا زمانہ تقریباً ۱۰۷۷ء سے ۱۰۸۶ء کے درمیان کا ہے۔ (۴) ایک مجہول قول دو سال کا بھی ہے۔ (۵) پنجاب یونیورسٹی میں اس کے ایک حصے کا قلمی نسخہ موجود ہے کہ جس کا نمبر ۲ ۸۹۵ ہے۔ یہ مخطوطہ ۱۴۱ اوراق پر مشتمل خط نسخ میں ہے۔ (۶)

فتاوی کی تالیف کے اسباب:

فتاوی کی تالیف کا عموماً یہی سبب بیان کیا جاتا ہے کہ مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر فقہ میں ایک ایسی جامع کتاب کی تدوین کی خواہش رکھتا تھا، جس سے حنفی عوام عمومی زندگی اور سلطنت مغلیہ کے قاضی عدالتی فیصلوں میں قانونی و شرعی رہنمائی حاصل کریں۔ محمد طفیل ہاشمی لکھتے ہیں:

> ''گیارہویں صدی ہجری/سترہویں صدی عیسوی میں اورنگ زیب عالمگیر نے شیخ نظام رحمہ اللہ کی سربراہی میں مشاہیر علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی تاکہ وہ ایک ایسی جامع کتاب مدون کریں جس میں ظاہر الروایۃ کے وہ تمام مسائل آ جائیں جنہیں علماء کا حسن قبول حاصل ہوا ہو۔ یہ کتاب جسے فتاوی عالمگیری یا ''الفتاوی الہندیہ'' بھی کہتے ہیں، فقہ کی متداول کتب کے اسلوب پر ہے۔ اگرچہ فتاوی عالمگیری کو نیم سرکاری حیثیت حاصل تھی، لیکن نہ تو یہ کسی سرکاری مجموعہ قوانین کی طرح واجب العمل رہا اور نہ اسلوب و ترتیب میں یہ مجموعہ ہائے قوانین سے مشابہ ہے، البتہ اس میں ہر مسئلے سے متعلق مفتی بہ اقوال درج ہیں۔'' (۷)

دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

''اگر چہ شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر (۱۶۵۸ء تا ۱۷۰۷ء) کے عہد حکومت سے قبل اسلامی دنیا میں فقہ کی کئی مستند کتابیں رائج تھیں، لیکن پاکستان وہندتو درکنار پوری اسلامی دنیا میں فقہ حنفی کی کوئی ایسی واحد کتاب موجود نہ تھی جس سے ایک عام مسلمان آسانی کے ساتھ کسی مفتی بہا مسئلے کو اخذ کر سکے اور احکام شرعیہ سے بخوب واقف ہو سکے... اس خیال کے پیش نظر شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر نے علمائے دہلی کے علاوہ سلطنت کے اطراف واکناف سے ایسے علماء جمع کیے جنہیں علم فقہ میں کامل دستگاہ تھی اور انھیں حکم دیا کہ مختلف کتابوں کی مدد سے ایک ایسی مستند اور جامع کتاب تیار کریں جس میں نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ یہ تمام مسائل جمع کیے جائیں تاکہ قاضی اور مفتی نیز دیگر تمام مسلمان علم فقہ کی بہت سی کتابیں جمع کرنے اور ان کی ورق گردانی کرنے سے بے نیاز ہو جائیں۔''(۸)

فتاوی عالمگیری کے مؤلفین:

مرکز تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نے 'فتاوی عالمگیری کے مؤلفین' کے نام سے ایک تحقیقی کتاب شائع کی ہے، جس کے مؤلف مولانا مجیب اللہ ندوی ہیں۔ مولانا کی تحقیق کے مطابق فتاوی عالمگیری کے مؤلفین درج ذیل ہیں:

شیخ نظام الدین برھان پوری: یہ گجرات کے رہنے والے تھے اور 'دکن' میں ان کی ملاقات عالمگیر سے ہوئی۔ پس آخر دم تک عالمگیر کی حکومت میں بڑے اہم مراتب وعہدوں پر فائز رہے۔

شیخ وجیہ الدین گوپاموی: مولانا 'اودھ' کے معروف قصبے 'گوپامؤ' میں پیدا ہوئے۔ علوم بلاغت میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ فتاوی عالمگیری کی تالیف میں تقریباً ایک چوتھائی کام ان کے سپرد کیا گیا تھا۔

میر سید قنوجی: ان کا نام 'محمد' اور خطاب 'میر' تھا۔ یہ 'قنوج' کے رہنے والے تھے۔ عالمگیر کے زمانے میں معروف علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کو عالمگیر کے دربار میں کافی اہمیت حاصل تھی اور تقریباً عالمگیر کی ہر مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ عالمگیر نے عربی کی بہت سی کتب کا مطالعہ ان کے ذریعے کیا تھا۔

ملا محمد جمیل جونپوری: یہ ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد، چچا اور دادا بھی اپنے زمانے کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ اپنی ذہانت وفطانت میں کافی مشہور تھے۔ ان کے تلامذہ کی تعداد کافی ہے جن میں سے مولوی نظام الدین اورنگ آبادی، مولوی نور الہدی امیٹھوی اور ملا نور الدین جعفر غازی پوری رحمہم اللہ نمایاں ہیں۔

قاضی محمد حسین جونپوری: یہ 'جونپور' کے رہنے والے تھے اور اپنے وقت کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ عالمگیر کے زمانے میں پہلے 'الہ آباد' میں قاضی تھے پھر فوج میں احتساب کا عہدہ ان کے سپرد ہوا۔

ملا ابوالوعظ برگامی: اپنے وقت کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ کے پردادا بھائی اور

عالمگیر کے اتالیق بھی مقرر تھے۔

ملامحمد غوث کاکوری: یہ 'کاکوری' کے رہنے والے تھے۔ یہ ملا ابوالوعظ رحمہ اللہ کے شاگرد بھی ہیں۔ یہ بارہ سال تک عالمگیر کے ساتھ 'دکن' میں رہے۔ عالمگیر ان کا بہت احترام کرتا تھا اور اس نے خاص طور پر حدیث میں ان سے بہت استفادہ کیا۔

سید علی اکبر سعد اللہ خانی: یہ غالباً 'دلی' کے رہنے والے تھے اور عالمگیر کے دربار سے وابستہ معروف عالم دین' سعد اللہ خان رحمہ اللہ کے گہرے دوست بھی تھے۔ غالباً انہی کے واسطے سے دربار تک رسائی ہوئے اور فتاوی کی تالیف میں شریک ہوئے۔

سید نظام الدین ٹھٹھوی: یہ سندھ کے شہر 'ٹھٹھہ' سے تعلق رکھتے تھے۔ فقہ میں ان کو کافی دسترس حاصل تھی جس کی وجہ سے شاہی دربار تک جا پہنچے۔

قاضی ابوالخیر ٹھٹھوی: یہ بھی سندھ کے شہر 'ٹھٹھہ' کے معروف و بزرگ علماء میں سے تھے۔

جلال الدین محمد: یہ 'جونپور' کے رہنے والے تھے۔ عالمگیر کو ان کے علم و فضل کا علم ہوا تو انہیں اپنے دربار سے وابستہ کیا۔

ملا حامد جونپوری: یہ بھی 'جونپور' کے رہنے والے تھے۔ اورنگزیب عالمگیر نے ان کو اپنے بیٹے محمد اکبر کا اتالیق بھی مقرر کیا تھا۔

شیخ رضی الدین: مولانا 'بہار' کے علاقے کے رہنے والے تھے۔ دربار شاہی میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔

مولانا محمد شفیع: یہ بھی صوبہ 'بہار' کے رہائشی تھے۔ عالمگیر نے ان کو فتاوی عالمگیری کی تالیف کے لیے ایک روپیہ بارہ آنہ یومیہ وظیفے پر رکھا تھا۔ بعد میں یومیہ وظیفہ کی بجائے ایک سوتیں بگھہ اراضی پرگنہ ادکردی میں دے دی' جس کی شاہی سندان کے خاندان میں اب تک محفوظ ہے۔

ملا وجیہ الرب: ان کے بارے میں بھی بعض تاریخی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی فتاوی کی تالیف میں شریک تھے۔

مولانا محمد فائق: مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ کے صاحبزادے کے خسر تھے۔ یہ بھی فتاوی کی ترتیب و تالیف میں شریک رہے۔ ان کو دربار سے اس کے عوض یومیہ وظیفہ بھی ملتا تھا اور بعد میں ایک جاگیر بھی عطا کی گئی' جس کی شاہی سندان کے خاندان میں اب تک محفوظ ہے۔

ملا محمد اکرم: یہ دارالحکومت کے موروثی مفتی تھے۔ بعد ازاں عہدہ قضاء بھی ان کے سپرد ہوا۔ یہ بھی مولانا محمد فائق رحمہ اللہ کے ساتھ فتاوی کی ترتیب و تدوین میں شریک رہے۔

ملا فصیح الدین پھلواری: یہ 'بہار' کے علاقے 'پھلوار' کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اپنے استاد ملا عوض وجیہ سمرقندی رحمہ اللہ کے ذریعے عالمگیر کے دربار تک رسائی حاصل کی اور اپنے تبحر علمی کی بنیاد پر فتاوی کی تدوین میں شریک رہے۔

شاہ عبدالرحیم دہلوی: فتاوی عالمگیری کی تالیف میں شاہ صاحب' اپنے ایک ہم جماعت ملا حامد جونپوری کے معاون کی حیثیت سے نظر ثانی کے لیے شامل رہے تھے کیونکہ فتاوی کی تدوین کا کچھ حصہ ملا حامد جونپوری رحمہ اللہ کے سپرد تھا۔ اس کام کے لیے باقاعدہ شاہی ملازمت بھی اختیار کی لیکن بعد ازاں اپنے مرشد خلیفہ اُبوالقاسم رحمہ اللہ کی خواہش و دعا کی وجہ سے جلد ہی معاونت کا سلسلہ منقطع کر لیا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ انہی کے بیٹے تھے۔

قاضی سید عنایت اللہ مونگیری: یہ ضلع 'مونگیر' کے رہائشی تھے۔ تعلیم کے حصول کے لیے 'دلی' گئے اور مولانا سید اُبوظفر ندوی رحمہ اللہ کے بقول فراغت کے کچھ عرصے بعد اپنے علم و فضل کی وجہ سے فتاوی کی تدوین میں شامل کئے گئے۔

ملا سعید: یہ ملا قطب الدین شہید سہالوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے۔ ان کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ یہ 'فتاوی عالمگیری' کی تالیف میں شریک تھے۔ (۹)

علاوہ ازیں ملا غلام محمد رحمہ اللہ اور علامہ ابوالفرح رحمہ اللہ کے نام بھی فتاوی کے مؤلفین کی فہرست میں بیان کیے جاتے ہیں لیکن مولانا مجیب اللہ ندوی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق اس کے شواہد موجود نہیں ہیں۔ دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق اس فتاوی کی تالیف میں چالیس سے پچاس علماء نے شرکت کی۔

فتاوی کے تراجم:

فتاوی کی اُصل زبان عربی ہے۔ بعد میں اس کے کئی ایک فارسی اور اردو تراجم بھی ہوئے۔ فتاوی کا پہلا ترجمہ فارسی زبان میں اورنگزیب عالمگیر ہی کی ایماء پر ہوا تھا۔ یہ ترجمہ مولانا عبداللہ چلپی رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کی ایک جماعت نے کیا تھا۔ مولانا چلپی' شاہجہان کے زمانے میں ایشیائے کوچک سے ہندوستان آئے تھے۔ عربی' ترکی اور فارسی وغیرہ کی طرح متعدد زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ ملا سعد اللہ رحمہ اللہ جو عالمگیر کے مقربین میں سے تھے' غالباً ان کے ذریعے دربار تک پہنچے اور ان کو فتاوی عالمگیری کے فارسی ترجمہ کا کام سونپا گیا۔ انہوں نے اپنے چند شاگردوں کے ساتھ مل کر یہ کام سرانجام دیا۔ مولانا اسحاق بھٹی' تبصرۃ الناظرین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''و چلپی عبداللہ بترجمہ آں (فتاوی عالمگیری) مامود بود''۔ (۱۰)

''چلپی عبداللہ کو اس یعنی فتاوی عالمگیری کے ترجمے پر مامور کیا گیا۔''

یہ ترجمہ بوجوہ معروف نہ ہو سکا' اسی لیے اس کا کوئی قلمی نسخہ موجود نہیں ہے۔ فتاوی کے دوسرے فارسی مترجم قاضی نجم الدین خان کاکوری رحمہ اللہ ہیں۔ دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

''انہوں نے سرجان شور (۱۷۹۳ء۔۱۷۹۸ء) کے مشورے سے فتاوی عالمگیری کا فارسی ترجمہ کیا' جو کلکتے اور لکھنؤ کے مطبعوں میں کئی بار چھپ بھی چکا ہے۔''(۱۱)

فتاوی کا معروف اردو ترجمہ 'فتاوی ہندیہ' کے نام سے دس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے مترجم سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ ہیں۔ مولانا ۱۲۷۴ھ میں اُتر پردیش (بھارت) کے ایک مشہور قصبے 'ملیح آباد' میں پیدا ہوئے تھے۔ مولانا ایک متبحر عالم دین اور کثیر التصنیف مصنف ہیں۔ اس ترجمے کو لاہور سے 'مکتبہ رحمانیہ' نے شائع کیا ہے۔

فتاوی کے منتخبات کا انگریزی ترجمہ 'بیلی' نے کیا جو A Digest of Moohemmetan Haneefea and Islamic Law in India کے نام سے شائع ہوا۔

طبقات فقہاء کا ذکر:

عام طور پر علماء نے فقہاء و مجتہدین کو سات یا چار طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ فقہ حنفی میں بھی یہ تقسیم اسی طرح موجود ہے۔ فقہ حنفی کے مطابق فقہائے حنفیہ درج ذیل سات طبقات میں منقسم ہیں:

مجتہدین مستقل: اس سے مراد وہ مجتہدین ہیں جو کتاب وسنت' قیاس واجماع اور قواعد عامہ سے شریعت کے احکام کو براہ راست مستنبط کرنے کی صلاحیت واہلیت رکھتے ہیں۔ اس قسم میں تمام فقہائے صحابہ وتابعین' امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام اَحمد' امام ابن حزم' امام ابن جریر طبری' امام اَوزاعی' امام لیث بن سعد' امام اَبوثور' امام ابن اَبی لیلی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ فقہائے احناف میں بعض علماء مثلاً شیخ اَبوزہرہ رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ کے علاوہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کو بھی اسی طبقے میں شمار کیا ہے۔ شیخ اَبوزہرہ رحمہ اللہ کا کہنا یہ ہے کہ یہ حضرات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد نہ تھے اگرچہ آپ کے اصول استنباط سے بڑی حد تک متفق تھے۔ لیکن ان کے اصول یکساں ہرگز نہیں ہیں۔(۱۲)

مجتہد مستقل منتسب: اس سے مراد وہ مجتہد ہیں جو کسی خاص مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اپنے اَئمہ کے براہ راست شاگرد ہوتے ہیں اور اکثر وبیشتر انہی کے قول پر فتوی دیتے ہیں لیکن بعض اوقات اختلاف بھی کرتے ہیں۔ فقہ حنفی میں امام ابویوسف' امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کو یہ مقام حاصل ہے۔ فقہ شافعی میں امام مزنی اور فقہ مالکی میں ابن قاسم' ابن وہب اور ابن عبدالحکم رحمہم اللہ کا شمار اسی طبقے میں ہوتا ہے۔(۱۳) فقہ حنبلی میں امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہما اللہ کا شمار اس قسم میں ہوتا ہے۔

اَکابر متاخرین: یہ وہ فقہاء ہیں جو اصول وفروع دونوں میں تو اپنے امام کے متبع ہوتے ہیں لیکن جو مسائل امام سے منقول نہ ہوں' ان میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ امام خصاف' امام طحاوی' امام کرخی' امام سرخسی' امام حلوائی اور امام جصاص رحمہم اللہ کو اس طبقے میں شمار کیا گیا ہے۔ بعض علماء نے بزدوی' قدوری' قاضی خان' صاحب ہدایہ' صاحب ذخیرہ و

محیط اور صاحب نصاب و خلاصہ کو بھی اس طبقے میں شمار کیا ہے۔ (۱۴)

اُصحاب تخریج: ان سے مراد وہ فقہاء ہیں جنہیں من جملہ اجتہاد کی صلاحیت و قدرت حاصل ہے۔ یہ فقہاء اصول و فروع میں موجود مبہم و مجمل اقوال کی تشریح و وضاحت کر سکتے ہیں۔ بعض علماء نے امام جصاص رحمہ اللہ کو اس طبقے میں شامل کیا ہے۔ (۱۵)

اُصحاب ترجیح: اس سے مراد وہ فقہاء ہیں جو مختلف اقوال و روایات کے بارے میں یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان میں کون سی زیادہ صحیح ہے یا قیاس کے نسبتاً قریب ہے یا دلیل کے اعتبار سے قوی ہے۔ بعض علماء نے امام قدوری' صاحب ہدایہ' ابن الہمام' ابن کمال پاشا اور اُبو سعود رحمہم اللہ کو اس طبقے میں شمار کیا ہے۔ (۱۶)

اُصحاب تمیز: ان سے مراد وہ فقہاء ہیں جو پہلوں سے منقول اقوال میں یہ فرق کر سکیں کہ ان میں سے قوی تر' قوی' ضعیف' ظاہر المذہب یا نادر الراویہ کون سا قول ہے۔ حنفیہ کے ہاں کنز الدقائق' درمختار' وقایہ' مجمع وغیرہ جیسے معتبر متون کے مؤلفین اس طبقے میں شامل ہیں۔ ان علماء کی شان یہ ہے کہ اپنی کتب میں ضعیف و مردود اقوال کو نقل نہیں کرتے۔ یہ فقہاء مختلف اقوال میں ترجیح نہیں دیتے بلکہ صرف اتنا بتلاتے ہیں کہ راجح قول کون سا ہے۔ (۱۷)

مقلد فقہاء: یہ وہ فقہاء ہیں جو متقدمین کی کتابوں کو صرف سمجھ سکتے ہیں یہ نہ تو ترجیح دے سکتے ہیں اور نہ ہی ترجیح کو پہچان سکتے ہیں۔ یہ پہلوں کے مقلد ہوتے ہیں۔ آخری صدیوں میں انہی فقہاء کی کثرت ہے۔ شیخ اُبو زہرہ رحمہ اللہ کا کہنا یہ ہے کہ اس طبقے کے علماء کو فقہاء میں شمار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان کو ناقلین مذہب کا نام دینا چاہیے۔ (۱۸)

فتاوی عالمگیری کے مفتیان کرام:

فتاوی میں تاریخ اسلامی کے ایک ہزار سال کے تقریباً چار صد علماء کے فتاوی' اقوال اور آراء کی جمع و تالیف کا کام مکمل کیا گیا ہے۔ فتاوی عالمگیری کے اردو مترجم مولانا سید اُمیر علی رحمہ اللہ نے اپنے ترجمے کے مقدمہ میں ان علماء کی ایک فہرست نقل کی ہے۔ ایک تو اس کتاب کی طباعت ناقص اور اُغلاط سے پُر ہے اور دوسرا یہ کتاب علماء کے ہاں مستعمل قدیم اردو زبان اور اُسلوب بیان میں لکھی گئی ہے جس کی وجہ عام قاری کے لیے اس کتاب کے مقدمہ سے رہنمائی لینا بہت ہی مشکل ہے۔ ہم مولانا کی بیان کردہ فہرست میں ایک صد ائمہ کے نام کچھ تہذیب و تنقیح کے بعد ذیل میں نقل کر رہے ہیں:

امام ابو حنیفہ (م-۱۵۰ھ)۔ ۲۔ ابراہیم الصائغ بن میمون مروزی (م-۱۳۱ھ)۔ ۳۔ اسرائیل بن یونس بن اُبی اسحٰق کوفی (م-۱۶۰ھ)۔ ۴۔ اسد بن عمرو بن عامر بجلی (م-۱۸۹ھ)۔ ۵۔ حمزہ بن حبیب زیات کوفی (م-۱۵۸ھ)۔ ۶۔ حماد بن اُبی حنیفہ (م-۱۷۶ھ)۔ ۷۔ ابوعمرو حفص بن غیاث بن طلق نخعی کوفی (م-۱۹۴ھ)۔ ۸۔ ابو مطیع حکم بن عبداللہ بن سلمہ بلخی (م-۱۹۹ھ)۔ ۹۔ حفص بن عبدالرحمٰن نیشاپوری (م-۱۹۹ھ)۔ ۱۰۔ ابو زید حماد بن دلیل شرطی (م-)۔ ۱۱۔ خالد بن

سلیمان بلخی (م- ۱۹۹ھ)۔۱۲۔ابو سلیمان داؤد بن نصیر طائی (م- ۱۶۵ھ)۔۱۳۔زفر بن ہذیل بن قیس العزی (م-۱۵۸ھ)۔۱۴۔زہیر بن معاویہ بن خدیج کوفی (م- ۱۷۳ھ)۔۱۵۔سفیان بن عیینہ (م- ۱۹۸ھ)۔۱۶۔شریک بن عبداللہ کوفی (م- ۱۷۸ھ)۔۱۷۔شقیق بن ابراہیم بلخی (م- ۱۹۴ھ)۔۱۸۔عمرو بن میمون بن بحر بن سعد بن رماخ بلخی (م-۱۷۱ھ)۔۱۹۔عافیہ بن یزید بن قیس الأ دزی (م- ۱۸۰ھ)۔۲۰۔عبدالکریم بن محمد جرجانی (م- ۱۸۰)۔۲۱۔عبداللہ بن مبارک بن واضح نظلی مروزی (م- ۱۸۱ھ)۔۲۲۔عیسی بن یونس کوفی (م- ۱۸۷ھ)۔۲۳۔علی بن مسہر قرشی کوفی (م-۱۹۲ھ)۔۲۴۔علی بن ظبیان کوفی (م- ۱۹۲ھ)۔۲۵۔عمرو بن دار۔۲۶۔فضیل بن عیاض بن مسعود تیمی۔۲۷۔قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود (م- ۱۷۵ھ)۔۲۸۔لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن (م- ۱۷۵ھ)۔۲۹۔مسعر بن کدام کوفی (م - ۱۵۵ھ)۔۳۰۔ مندل بن علی کوفی (م - ۱۶۷ھ)۔۳۱۔محمد بن حسن بن فرقد شیبانی (م-۱۸۹ھ)۔۳۲۔معروف کرخی (م- ۲۰۰ھ)۔۳۳۔أبوعصمہ نوح بن أبی مریم مروزی (م- ۱۷۳ھ)۔۳۴۔نوح بن دراج کوفی (م- ۱۸۲ھ)۔۳۵۔وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی کوفی (م- ۱۹۷ھ)۔۳۶۔یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری (م- ۱۸۲ھ)۔۳۷۔یحیٰ بن سعید القطان (م- ۱۹۸ھ)۔۳۸۔یوسف بن یعقوب (م- ۱۹۲ھ)۔۳۹۔یوسف بن خالد سمتی۔۴۰۔یحیٰ بن زکریا بن أبی زائدہ کوفی (م- ۱۸۴ھ)۔۴۱۔حسن بن زیاد کوفی (م- ۲۰۴ھ)۔۴۲۔حسن بن أبی مالک (م- ۲۰۴ھ)۔۴۰۔موسیٰ بن سلیمان جوزجانی (م- ۲۰۱ھ)۔۴۴۔أبوخالد زید بن ہارون وسطی (م- ۲۰۵ھ)۔ ۴۵۔أبوعصمہ عصام بن یوسف بلخی (م- ۲۰۱ھ)۔۴۶۔حسین بن حفص (م- ۲۱۰ھ)۔۴۷۔ابراہیم بن رستم مروزی (م- ۲۱۱ھ)۔۴۸۔معلّٰی بن منصور رازی (م- ۲۱۱ھ)۔۴۹۔ضحاک بن مخلد بن مسلم بصری (م- ۲۱۲ھ)۔۵۰۔اسمٰعیل بن حماد بن أبی حنیفہ (م- ۲۱۲ھ)۔ ۵۱۔بشر بن أبی أزہر نیشاپوری (م- ۲۱۳ھ)۔۵۲۔خلف بن أیوب بلخی (م- ۲۱۵ھ)۔۵۳۔محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ بن أنس بن مالک (م- ۲۱۵ھ)۔۵۴۔ابراہیم بن جراح کوفی (م- ۲۱۷ھ)۔۵۵۔علی بن معبد بن شداد رقی (م- ۲۱۸ھ)۔۵۶۔أحمد بن حفص بخاری المعروف بأبی حفص کبیر۔۵۷۔ شداد بن حکیم بلخی (م- ۲۲۰ھ)۔۵۸۔أبوموسیٰ عیسی بن أبان بن صدقہ (م- ۲۲۱ھ)۔۵۹۔نعیم بن حماد بن معاویہ مروزی (م- ۲۲۹ھ)۔۶۰۔فرخ مولی امام أبو یوسف (م- ۲۳۰ھ)۔۶۱۔اسمٰعیل بن أبی سعید جرجانی (م- ۲۳۰ھ)۔۶۲۔علی بن جعد بن عبید جواہری بغدادی (م- ۲۳۲ھ)۔۶۳۔نصر بن زیاد نیشاپوری (م- ۲۳۳ھ)۔۶۴۔محمد بن سماعہ بن عبداللہ کوفی (م- ۲۳۳ھ)۔۶۵۔حاتم بن اسمٰعیل أصم (م- ۲۳۷ھ)۔۶۶۔بشر بن ولید بن خالد کندی (م- ۲۳۸ھ)۔ ۶۷۔داؤد بن رشید خوارزمی (م- ۲۳۹ھ)۔۶۸۔ابراہیم بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی (م- ۲۴۱ھ)۔۶۹۔یحیٰ بن أکثم مروزی (م- ۲۴۳ھ)۔۷۰۔ہلال بن یحیٰ بن مسلم (م- ۲۴۵ھ)۔ ۷۱۔خالد بن یوسف بن خالد سمتی (م- ۲۴۹ھ)۔۷۲۔أیوب بن حسن نیشاپوری (م- ۲۵۰ھ)۔۷۳۔اسحاق بن بہلول (م- ۲۵۲ھ)۔۷۴۔أحمد بن عمر

بن مہیر خصاف (م-۲۶۱ھ)۔ ۷۵۔ ابراہیم بن اُدھم بلخی (م-۲۶۲ھ)۔ ۷۶۔ محمد بن اُحمد بن حفص اللمعر وف بأبی حفص صغیر (م-۲۶۴ھ)۔ ۷۷۔ محمد بن شجاع بلخی (م-۲۶۶ھ)۔ ۷۸۔ نصیر بن یحیٰ بلخی (م-۲۶۷ھ)۔ ۷۹۔ محمد بن یمان سمرقندی (م-۲۶۸ھ)۔ ۸۰۔ بکار بن قتیبہ مصری (م-۲۷۰ھ)۔ ۸۱۔ محمد بن سلمہ بلخی (م-۲۷۸ھ)۔ ۸۲۔ محمد بن اُزہر خراسانی (م-۲۷۸ھ)۔ ۸۳۔ سلیمان بن شعیب (م-۲۷۸ھ)۔ ۸۴۔ اُحمد بن اُبی عمران (م-۲۸۰ھ)۔ ۸۵۔ اُحمد بن محمد عیسی برتی (م-۲۸۰ھ)۔ ۸۶۔ محمد بن اُحمد بن موسی (م-۲۸۹ھ)۔ ۸۷۔ قاضی عبدالعمید بن عبدالعزیز (م-۲۹۰ھ)۔ ۸۸۔ محمد بن مقاتل رازی۔ ۸۹۔ موسی بن نصر رازی۔ ۹۰۔ ہشام بن عبداللہ رازی۔ ۹۱۔ اُبو علی دقاق۔ ۹۲۔ اُحمد بن اسحٰق جوز جانی۔ ۹۳۔ اُبونصر محمد بن سلام بلخی (م-۳۰۵ھ)۔ ۹۴۔ محمد بن خزیمہ بلخی (۳۱۴ھ)۔ ۹۵۔ اُحمد بن حسین بردعی (م-۳۱۷ھ)۔ ۹۶۔ مکحول نسفی (م-۳۱۸ھ)۔ ۹۷۔ اُحمد بن محمد بن علامہ طحاوی (م-۳۲۱ھ)۔ ۹۸۔ اسحٰق بن ابراہیم شاشی (م-۳۲۵ھ)۔ ۹۹۔ اُبوحامد اُحمد بن عبدالرحمٰن سرخکتی (م-۳۳۶ھ)۔ ۱۰۰۔ محمد بن اُحمد اُبوبکر الاسکاف بلخی رحمہم اللہ وغیرہ۔

طبقات کتبِ مسائل:

وہ کتابیں جو فقہ حنفی کو روایت کرتی ہیں' اپنی قوت کے اعتبار سے یکساں نہیں ہیں۔ عام طور پر فقہ حنفی کی کتب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

کتب اُصول: یہ مذہب کی بنیاد ہیں۔ کتب اُصول کے بارے میں عمومی قول یہی ہے کہ ان کے مؤلف امام محمد رحمہ اللہ ہیں اور یہ کل چھ کتابیں ہیں: جامع صغیر' جامع کبیر' مبسوط' زیادات' السیر الصغیر اور السیر الکبیر۔ انہیں کتب 'ظاہر الروایہ' بھی کہتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کتابوں کا اجمالی تعارف نقل کر رہے ہیں:

جامع صغیر: اس کتاب میں امام محمد نے امام اُبو یوسف کی روایت سے امام اُبو حنیفہ رحمہم اللہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ اس کتاب کے مسائل کی کل تعداد ۵۳۲ ہے جبکہ ۱۷۰ مسائل میں امام محمد نے امام صاحب سے اختلاف کیا ہے۔ اس کتاب کی تقریباً چالیس کے قریب شروحات لکھی گئی ہیں۔ اپنی شرح 'النافع الکبیر' کے ساتھ 'دار عالم الکتب' بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

جامع کبیر: یہ کتاب بھی جامع صغیر کی طرح ہے مگر اس میں مسائل کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔ اس کتاب میں امام اُبو حنیفہ کے اقوال کے علاوہ امام اُبو یوسف اور امام زفر رحمہم اللہ کے اقوال بھی شامل ہیں۔ ہر مسئلہ کی دلیل بھی ساتھ ہی مذکور ہے۔ مابعد زمانے کے حنفی فقہاء نے حنفی اصول فقہ' اس کتاب کی فروعات کو سامنے رکھتے ہوئے مرتب کیے ہیں۔

مبسوط: یہ امام محمد کی پہلی کتاب ہے اور 'اُصل' کے نام سے معروف ہے۔ اس کتاب میں امام اُبو حنیفہ سے پوچھے

گئے فتاوی کے جوابات کو جمع کیا گیا ہے۔اس کتاب میں وہ مسائل بھی درج ہیں جن میں امام محمد اور امام أبو یوسف نے امام أبوحنیفہ رحمہم اللہ سے اختلاف کیا ہے۔علاوہ ازیں اس کتاب میں امام أبوحنیفہ اور ابن أبی لیلی کے اختلافات بھی مذکور ہیں۔أبوالوفاء أفغانی کی تحقیق ساتھ 'إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة' کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

زیادات: اس کتاب میں وہ مسائل ہیں جو 'جامع صغیر' اور 'جامع کبیر' میں درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔

السیر الصغیر: اس کتاب میں حکومت و سیاست اور جہاد کے مسائل ہیں۔امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جب اس کتاب کو دیکھا تو طنز کیا کہ اہل عراق کو سِیَر سے کیا واسطہ' امام محمد نے جب یہ جملہ سنا تو 'السیر الکبیر' لکھی۔

السیر الکبیر: یہ ایک ضخیم کتاب ہے اور تقریباً ۱۶۰ اجزاء پر مشتمل ہے۔امام ابن قیم کے بقول یہ امام محمد کی سب سے آخری کتاب ہے۔(۱۹)

یہ چھ کتابیں حنفی مذہب کی اصل ہیں۔چوتھی صدی ہجری میں أبوالفضل محمد بن أحمد مروزی المعروف بحاکم الشہید رحمہ اللہ نے ان چھ کتابوں کو جمع کر کے ایک کتاب بنا دی اور اس کا نام 'کافی' رکھا۔امام سرخسی رحمہ اللہ نے اس کتاب یعنی 'کافی' کی 'مبسوط' کے نام سے تیس جلدوں میں ایک مفصل شرح بھی لکھی ہے۔یہ کتاب امام سرخسی رحمہ اللہ کی شرح کے ساتھ 'دار الکتب العلمیہ' بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

کتب نوادر: کتب 'ظاہر الروایۃ' کے علاوہ امام محمد یا امام أبو یوسف کی دیگر کتب فقہ کتب نوادر کہلاتی ہیں۔اس طبقے میں رقیات' کیسانیات' جرجانیات' ہارونیات' امالی امام محمد' نوادر ابن رستم' نوادر ابن سماعہ' نوادر ہشام' نوادر بشر عن أبی یوسف وغیرہ شامل ہیں۔(۲۰) ان کے علاوہ حدیث و فقہ میں حضرات صاحبین کی متعدد کتب مثلاً کتاب الحج' کتاب الآثار' مؤطا امام محمد' اختلاف أبی حنیفہ وابن أبی لیلی اور الرد علی السیر وغیرہ بھی اس طبقے میں شامل کی جاتی ہیں۔

کتب فتاوی: ان سے مراد وہ کتب ہیں جو ان مسائل و فتاوی پر مشتمل ہیں' جنہیں متأخرین نے اپنی قوت اجتہاد سے مستنبط کیا ہے کیونکہ ان مسائل کے بارے میں أصحاب مذہب سے کوئی روایت منقول نہ تھی۔ان متأخرین سے مراد امام محمد اور امام أبو یوسف کے شاگرد یا پھر ان کے شاگردوں کے شاگرد وغیرہ ہیں۔مثلاً عصام بن یوسف' ابن رستم' ابن سماعہ' أبو سلیمان جوزجانی' أبوحفص بخاری' محمد بن سلمہ' محمد بن مقاتل' نصیر بن یحی اور قاسم بن سلام رحمہم اللہ وغیرہ۔جس شخص نے سب سے پہلے اس قسم کے فتاوی کو مرتب کیا ہے اس کا نام أبولیث سمرقندی ہے۔انہوں نے اپنی اس کتاب کا نام 'کتاب النوازل' رکھا۔ان کے بعد ناطفی نے 'مجموع النوازل والواقعات' اور حسام الدین صدر الشہید نے بھی 'الواقعات' کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

کتب جمع و تالیف: ان کتب سے مراد متأخرین کی وہ کتابیں ہیں کہ جن میں مذکورہ بالا تین طبقات کی کتابوں کے مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔بعض علماء نے ان مسائل کو مخلوط شکل میں بیان کر دیا ہے اور الگ الگ بیان نہیں کیا جیسا کہ

'فتاوی قاضی خان' ہے۔ جبکہ بعض علماء نے ان طبقات کی کتابوں کے مسائل کو الگ الگ بیان کیا ہے جیسا کہ شمس الأئمہ سرخسیؒ کی 'المحیط' میں ہے یعنی پہلے مسائل اصول کا ذکر ہے اور پھر کتب نوادر کے مسائل کا تذکرہ ہے اور پھر فتاوی کو بیان کیا ہے۔ فتاوی عالمگیری بھی اسی قسم کی ایک کتاب ہے کہ جس میں اصول' کافی' 'منتقی' امالی' نوادر اور فتاوی کی روایات جمع کر دی گئی ہیں۔ فتاوی عالمگیری کے نام سے یہ وہم نہ ہونا چاہیے کہ یہ تیسرے طبقے کی کتاب ہے اور اس میں صرف جدید مسائل و واقعات کا حل پیش کیا گیا ہے' کیونکہ متاخرین حنفیہ میں فتاوی کا لفظ عموماً مذکورہ بالا چوتھے طبقے کی کتب وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

فتاوی عالمگیری کے مآخذ و مصادر:

فتاوی عالمگیری کی تالیف میں اکثر و بیشتر جن فقہائے احناف کی آراء یا کتب سے استفادہ کیا گیا ہے ان کا نام صراحتاً ساتھ ہی درج کر دیا گیا ہے۔ جن أئمہ کی کتب سے مسائل کی تخریج کی گئی ہے ان میں سے بعض تو مجتہد فی المذہب یا مجتہد فی المسئلہ ہیں اور بعض أصحاب ترجیح وتخریج میں سے ہیں اور بعض اوقات ان متاخرین کی تالیفات سے بھی مسائل اخذ کیے گئے ہیں کہ جنہوں نے اپنی کتب میں صرف متقدمین کی آراء و فتاوی کو جمع کیا ہے۔ دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

> ''فتاوی عالمگیری کی تالیف و تدوین میں اورنگزیب عالمگیر کے شاہی کتب خانہ کی متعدد کتابوں سے مدد لی گئی تھی۔ ان کتابوں کا شمار ۱۳۰ سے بھی اوپر کیا گیا ہے۔''(۲۱)

ذیل میں ہم ۱۳۹ کتابوں کا تذکرہ کر رہے ہیں' جن سے فتاوی عالمگیری کے مؤلفین نے فتاوی نقل کیے ہیں:

الهداية، شرح الطحاوی، ذخيرة العقبى، جامع المضمرات، بدائع الصنائع، المغنى، عينى شرح الهداية، الخلاصة، فرائض الزاهدى، الفتاوى الظهيرية، محيط السرخسى، الطحاوى، فتاوى قاضى خان، شرح وقاية، التبيين، السراج الوهاج، شرح أبى نصر صفار، فتح القدير، البحر الرائق، فتاوى ماوراء النهر، الجامع الصغير، مجموع النوازل، الجامع الوجيز للكردرى، يتيمة، فتاوى تتارخانية، فتاوى سراجية، الاختيار شرح المختار، الكفاية شرح الهداية، فوائد قاضى سغدى، فتاوى برهانية، الجوهرة النيرة، القنية، النهر الفائق، معراج الدراية، مبسوط السرخسى، فتاوى الحجة، الكافى، النهاية شرح الهداية، تحفة انصياح، الوافى، خزانة الفقه لأبى الليث، الملتقط، منية المصلى، خزانة المفتين، شرح المنية لابراهيم الحلبى ، عينى شرح الكنز، الإيضاح، شرح المنية لابن المصفى، شرح المجمع، شرح الجامع الصغير، شرح مختصر الوقاية ، مجمع

البحرين، تهذيب، الوقاية، جواهر الأخلاطي، النقاية، فتاوى التمرتاشي، فتاوى الغياشية، التجنيس، الزاد، المختصر للحاكم الشهيد، أجناس ناطفي، شرح القدورى لأقطع، شرح مجمع البحرين للحاوى، فروق كرابيسى، مبسوط خواهر زاده، أضاحى زعفرانى، شرح النقاية لأبى المكارم، فصول استروشنية، شرح مختصر، الطحاوى، واقعات ناطقى، شرح المبسوط للسرخسى، فتاوى ولوالجية، خزانة الواقعات، واقعات حسامية، فتاوى الملتقط، خلاصة المفتي، فوائد ظهيرية، جواهر الفتاوى، ذخيرة الفقهاء، الأدشى الفرغانى، فتية المنية، العناية شرح الهداية، شرح مختصر الوقاية، كنز الدقائق، شرح برجندى، المفيد و المزيد، الإسرار فى الأصول والفروع، شرح الزيادات، الصغيرى، الكبيرى، تنوير، نصاب، فتاوى صيرفية، محيط السرى، شرح تلخيص جامع الصغير، فتاوى الغرائب، فتاوى قراخانى، مختار الفتاوى، ينابيع، شابان شرح الهداية، الفتاوى العتابية، شرح مقدمة أبى الليث، مصفى، جامع الجوامع، الحصير، شرح الهداية للسروجى، مختارات النوازل، اقرار العيون، نفقات، فتاوى الكبرى، المنتقى، فتاوى الصغرى، الواقعات، المجتبى، شرح جامع الكبيرللحصيرى، فتاوى امام كرخى، البقالى، الحاوى القدسى، شرح تلخيص جامع الكبير، ملخص المحيط، الفصول العمادية، شرح كتاب الاستحسان، شرح الزيادات، البحر الزاخر، فتاوى فضلى، فوائد برهان الدين، فوائد نظام الدين، فتاوى نسفى، فتاوى الخجندى، الواقعات السامية، نوادر ابن سماعة، الإسعاف، شرح أدب القاضى، فتاوى رشيد الدين، المستصفى، شرح النافع،فتاوى أبى الفتح.

فتاوی میں موجود مخففات:

فتاوی میں اختصار کی غرض سے بعض اوقات مخففات (abbreviations) کی صورت میں قارئین کی رہنمائی کی گئی ہے۔ ذیل میں ہم فتاوی میں استعمال کیے جانے والے مخففات کی وضاحت فرمارہے ہیں:

رسول اللہ — محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ — محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی زندگی میں ہی حالت ایمان میں دیدار کرنے والے

خلفائے راشدین — حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم

عشرہ مبشرہ — حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعید بن زید، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم

ابن عمر	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
ابن زبیر	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
ابن مسعود	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
تابعین	صحابہ رضی اللہ عنہم کا حالت ایمان میں دیدار کرنے والے
سلف صالحین	صحابہ یا صحابہ و تابعین
خلف	صرف تابعین یا تیسری صدی کے آغاز تک کے فقہاء
امام	امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ
امام أعظم	امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ
محمد	امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ
امام محمد	امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ
حسن (حدیث میں)	حسن بصری رحمہ اللہ
حسن (فقہ میں)	حسن بن زیاد رحمہ اللہ
صاحب المذہب	امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ
صاحبین	امام أبو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ
أئمہ ثلاثہ	امام مالک، امام شافعی اور امام أحمد رحمہم اللہ
أئمہ أربعہ	امام أبوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام أحمد رحمہم اللہ
شیخین (صحابہ میں)	حضرت أبوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
شیخین (حدیث میں)	امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ
شیخین (فقہ میں)	امام أبوحنیفہ اور قاضی أبو یوسف رحمہما اللہ
طرفین	امام أبوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ
قولہم عندھم جمیعاً	امام أبوحنیفہ، امام أبو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ
امام ثانی	امام أبو یوسف رحمہ اللہ

امام قاضی	امام اُبو یوسف رحمہ اللہ
امام ربانی	امام محمد رحمہ اللہ
کرخی	اُبوالحسن کرخیرحمہ اللہ
شمس الأئمہ	امام سرخسی رحمہ اللہ
شیخ الاسلام	شیخ امام اُبو بکر محمد بن فضل بخاری رحمہ اللہ
اُصل	امام محمد رحمہ اللہ کی 'مبسوط'
مبسوط شمس الأئمہ حلوائی	امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب 'مبسوط' کی شرح
مبسوط خواہرزادہ	امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب 'مبسوط' کی شرح
جامع صغیر قاضی خان	امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب 'جامع صغیر' کی شرح
جامع صغیر فخر الاسلام بزدوی	امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب 'جامع صغیر' کی شرح
مبسوط شمس الأئمہ سرخسی	حاکم شہید رحمہ اللہ کی کتاب 'کافی' کی شرح
اُصول	امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابیں
روایۃ الأصول	امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابیں
ظاہر المذہب	امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابیں
ظاہر الروایۃ	امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابیں
محیط	امام برہان الدین ربانیرحمہ اللہ کی کتاب 'محیط'
الصدر الشہید	حسام الدین صدر الشہید اُبو محمد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ م-۵۳۶ھ
تاج الشریعہ	تاج الشریعہ محمود بن اُحمد بن عبیداللہ رحمہ اللہ
صدر الشریعہ	صدر الشریعہ عبیداللہ اُصغر بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود رحمہ اللہ
اُبوالمکارم	محمد بن محمد بن اُحمد بن عبداللہ المعروف بحاکم رحمہ اللہ م-۳۳۴ھ

فتاوی عالمگیری کی تالیف کا طریقہ کار:

فتاوی میں جو مسائل جمع کیے گئے ہیں ان کے بارے فقہ حنفی کے مفتی بہ اور راجح قول یا ظاہر الروایہ کے درج کرنے کا

اہتمام کیا گیا ہے۔(۲۲) فتاوی کی تالیف میں درج ذیل اُمور کو پیش نظر رکھا گیا ہے:

❶ فتاوی عالمگیری کی جمع و تدوین کے لیے اس کو مختلف فقہی ابواب میں تقسیم کیا گیا اور پھر اس کے مختلف حصے بنا کر علماء میں تقسیم کر دیے جاتے تھے۔علاوہ ازیں ہر متعین حصے کی تکمیل کے لیے علماء کی ایک جماعت ہوتی تھی جس کا صدر انہی میں سے ایک عالم دین ہوتا تھا جیسا کہ حصہ اول کی تدوین کا کام شیخ جلال الدین جونپوری رحمہ اللہ کے ذمہ سپرد تھا۔(۲۳)

اسی طرح شیخ وجیہ الدین گوپاموی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ فتاوی کی تالیف کا ایک حصہ ان کے سپرد تھا اور علماء کی ایک جماعت اس کام میں ان کے معاون تھی۔مولانا مجیب اللہ ندوی رحمہ اللہ 'مرآۃ العالم' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''(شیخ وجیہ الدین) در ترتیب و تالیف ربعے فتاوی عالمگیری شاہی مامور شدہ' دہ کس دیگر اُز فضلاء بمدد و اعانت اُو مامور شدند''۔(۲۴)

''فتاوی عالمگیری کے ایک چوتھائی حصے کی ترتیب و تالیف پر شیخ وجیہ الدینرحمہ اللہ کو شاہی فرمان سے مامور کیا گیا اور ان کی معاونت کے لیے دس دیگر علماء کو بھی مامور کیا گیا۔''

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فتاوی کی جمع و تالیف کے لیے اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر ایک حصے کا ایک صدر تھا اور اس کے معاون کے طور پر دس علماء اس کی تدوین میں اس کے ساتھ کام کر رہے تھے۔اس طرح تقریباً چالیس کے قریب علماء نے اس فتاوی کی جمع و تالیف میں حصہ لیا ہے لیکن یہ عدد یقینی نہیں ہے اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ایک اور حصے کی تالیف کا کام شیخ محمد حسین جونپوری رحمہ اللہ کے سپرد تھا۔(۲۵)

فتاوی کے ایک اور حصے کی تکمیل کا کام ملا حامد جونپوری رحمہ اللہ کے سپرد تھا۔انہوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے والد شاہ عبد الرحیم رحمہ اللہ کو اپنے معاون کے طور پر رکھا تھا لیکن بعد میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کی معاونت سے انکار کر دیا۔(۲۶)

❷ ہر صدر اپنے حصے کی تکمیل کا ذمہ دار تھا۔اگر کسی جماعت سے اس کے کام میں کوئی غلطی رہ جاتی تھی تو ملا نظام جو علماء کی اس مجلس کے صدر اعلی تھے' اس کی باز پرس اس جماعت کے صدر سے کرتے تھے۔شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ اپنے والد صاحب کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''والد صاحب نے ایک روز فرمایا کہ میں فتاوی عالمگیری پر نظر ثانی کر رہا تھا کہ ایک جگہ عبارت پیچیدہ تھی' سمجھ میں نہیں آئی' میں نے اُصل ماخذ کی طرف رجوع کیا' تو معلوم ہوا کہ اس باب کے جامع نے دو عبارتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے' جس کی وجہ سے مسئلہ پیچیدہ ہو گیا ہے' میں نے اس کے حاشیہ پر لکھ دیا

کہ: من لم یتفقه فی الدین قد حنف فیه هذا غلط و صوابه کذا یعنی جس نے دین میں تفقہ حاصل نہیں کیا اس نے دین میں کج روی کی' یہ غلط ہے اور صحیح یوں ہے۔ خود ملا نظام دو چار صفحات روزانہ بادشاہ کو لے جا کر سناتے تھے۔ ایک دن جب حسب معمول انہوں نے ان صفحات کو عالمگیر کے سامنے پڑھا' تو جلدی میں اس حاشیہ کی عبارت کو متن سے ملا دیا' جس سے مطلب خبط ہو گیا۔ بادشاہ نے ٹوکا اور پوچھا کہ یہ عبارت کیسی ہے' ملا نظام اس وقت کوئی جواب نہ دے سکے' اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں نے اس عبارت کا مطالعہ نہیں کیا تھا' جواب کل دوں گا۔''(۲۷)

← دوران جمع و تالیف اس کتاب میں انہی مسائل کو بیان کیا گیا ہے کہ جو ظاہر الروایہ' مفتی بہ اور راجح ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ ظاہر الروایہ میں نہ تھا تو نوادر میں سے درج کر دیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ تصریح بھی کر دی گئی ہے کہ جس کتاب سے یہ فتویٰ نقل کیا جا رہا ہے اس میں یہ درج ہے کہ فقہ حنفی میں مفتی بہ قول یہی ہے۔ فتاویٰ کے مقدمہ میں ہے:

''واقتصروا فی الأکثر علی ظاهر الروایات ولم یلتفتوا إلا نادرا إلی النوادر والدرایات وذلک فیما لم یجدوا جواب المسئلة فی ظاهر الروایات أو وجدوا جواب النوادر موسوماً بعلامة الفتوی.'' (۲۸)

''اکثر طور پر' کتب ظاہر الروایہ' پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے اور' کتب نوادار و درایات' کی طرف التفات بہت ہی کم ہے۔ اور ان کتب کی طرف التفات بھی اس وقت کیا گیا جبکہ ظاہر الروایہ میں مسئلے کا جواب موجود نہ ہو یا انہوں نے نوادر کے جواب کو فتوی کی علامت کے ساتھ موسوم پایا۔''

← ہر مسئلہ کو بیان کرتے وقت ساتھ ہی اس کے مآخذ کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ اگر تو کوئی مسئلہ بیان کرتے وقت کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس نے خود کسی دوسری کتاب سے نقل کیا ہے تو 'ناقلا عن فلان' کر کے اصل ماخذ کی طرف اشارہ بھی موجود ہے۔ فتاویٰ کے مقدمہ میں ہے:

''ونقلوا کل روایة من المعتبرات بعبارتها مع انتماء الحوالة إلیها.''(۲۹)

''فتاویٰ کے مؤلفین نے جمیع روایات کو ان کے معتبر مآخذات سے نقل کیا ہے اور ساتھ ہی اس ماخذ کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔''

← اگر کسی مسئلہ کے بارے میں دو اقوال موجود ہیں اور دونوں میں کوئی بھی قابل ترجیح نہیں ہے تو دونوں کو مع حوالہ نقل کر دیا گیا ہے۔ فتاویٰ کے مقدمہ میں ہے:

''وإذا وجدوا فی المسئلة جوابین مختلفین کل منهما موسوماً بعلامة الفتوی وسمة الرجحان أولم یکن واحد منهما معلما بما یعلم به قوة الدلیل والبرهان أثبتوهما فی هذا الکتاب.''(۳۰)

''اور جب انہوں نے کسی مسئلہ میں دو مختلف جواب پائے اور دونوں ہی فتوی کی علامت اور رجحان کی نشانی سے موسوم پائے گئے یا ان دونوں اقوال میں سے کسی ایک کے لیے کوئی ایسی نشانی نہیں تھی کہ اس کے لیے دلیل و برہان کی قوت واضح ہوتو ان دونوں اقوال کو اس کتاب میں درج کر دیا گیا ہے۔''

۷ اگر کسی کتاب کا لفظ بلفظ حوالہ نقل کیا گیا ہے تو 'کذا' لکھ دیا ہے اور اگر کسی کتاب کے الفاظ کا مفہوم یا عبارت کا خلاصہ نقل کیا ہے تو 'ھکذا' کے الفاظ کے ساتھ اشارہ کر دیا ہے۔ فتاوی کے مقدمہ میں ہے:

''ولم یغیروا العبارة إلا لداعی ضرورة عن وجهها ولإشعار الفرق بینهما أشاروا إلی الأول بکذا وإلی الثانی بهکذا.''(۳۱)

فتاوی کے مؤلفین نے متعلقہ کتاب کی عبارت کو تبدیل نہیں کیا لیکن ضرورت کے تحت' اور دونوں اسالیب نقل میں فرق واضح کرنے کے لیے انہوں نے پہلے اسلوب کو 'کذا' اور دوسرے کو 'ھکذا' کا نام دیا ہے۔''

۸ فتاوی کی تدوین میں جملہ مسائل ہدایہ کی طرز پر جمع کیے گئے ہیں۔ مسائل کی تکرار اور متن میں حشو و زوائد سے پرہیز کیا گیا ہے۔ اس کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے حوالے مستند کتابوں کی اصل عبارتوں پر مشتمل ہیں۔(۳۲)

فتاوی کے مشمولات و موضوعات:

فتاوی کو کئی ایک کتب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر کتاب کئی ایک ابواب پر مشتمل ہے جبکہ ہر باب میں پھر کئی ایک فصول ہیں۔ ذیل میں ہم فتاوی میں بیان شدہ کتب کی ایک فہرست نقل کر رہے ہیں:

کتاب الطهارة	کتاب الصلاة	کتاب الزکوة	کتاب الصوم
کتاب المناسک	کتاب النکاح	کتاب الرضاع	کتاب الطلاق
کتاب العتاق	کتاب الأیمان	کتاب الحدود	کتاب السرقة
کتاب السیر	کتاب اللقیط	کتاب اللقطة	کتاب الأباق

كتاب المفقود	كتاب الشركة	كتاب الوقف	كتاب البيوع
كتاب الصرف	كتاب الكفالة	كتاب الحوالة	كتاب أدب القاضى
كتاب الشهادات	كتاب الرجوع عن الشهادة	كتاب الوكالة	كتاب الدعوى
كتاب الإقرار	كتاب الصلح	كتاب المضاربة	كتاب الوديعة
كتاب الهبة	كتاب الإجارة	كتاب المكاتب	كتاب الولاء
كتاب الإكراه	كتاب الحجر	كتاب المأذون	كتاب الغصب
كتاب الشفعة	كتاب القسمة	كتاب المزارعة	كتاب المعاملة
كتاب الذبائح	كتاب الأضحية	كتاب الكراهية	كتاب التحرى
كتاب إحياء الموات	كتاب الشرب	كتاب الأشربة	كتاب الصيد
كتاب المحاضر والسجلات	كتاب الجنايات	كتاب الوصايا	كتاب الرهن
كتاب الشروط	كتاب الحيل	كتاب الخنثى	كتاب الفرائض

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن منظور الإفريقي، جمال الدين محمد بن مكرم بن علي، لسان العرب، دار صادر، بيروت، ١٤١٤هـ، ١٥/١٤٧ـ١٤٨۔

۲۔ مجمع اللغة العربية، المعجم الوسيط، دار الدعوة، القاهرة، ١٤٠٠هـ، ٢/ ٦٧٣۔

۳۔ طاہر منصوری محمد، عبدالحئی ابڑو، امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ: حیات، فکر اور خدمات، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۲ء، ص ۱۹۹۔۲۰۱۔

۴۔ مجیب اللہ ندوی، فتاوی عالمگیری کے مؤلفین، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص ۱۹۔

۵۔ اسحاق بھٹی مولانا، فقہائے ہند، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۵/۵۷۔

۶۔ اسحاق بھٹی مولانا، برصغیر میں علم فقہ، بیت الحکمت، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۷۲۔

۷۔ امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ: حیات، فکر اور خدمات: ص ۱۷۳

۸۔ دائرہ معارف إسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، طبع اول، ۱۹۸۵ء، ۱۵/۱۴۶۔

۹۔ اسحاق بھٹی مولانا، فقہائے ہند: ۵ (۱) / ص ۲۲۶۔۲۲۹۔

۱۰۔ اسحاق بھٹی مولانا، برصغیر میں علم فقہ: ص ۲۸۴۔۳۵۱۔

۱۱۔ دائرہ معارف إسلامیہ، ۱۵/۱۵۴۔

۱۲۔ حضرت امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ: ص ۶۶۸۔۶۶۹۔

۱۳۔ عاصم الحداد، أصول فقہ پر ایک نظر، فاران اکیڈمی، لاہور، ص ۱۷۰۔

۱۴۔ امیر علی ملیح آبادی سید، مقدمہ مترجم فتاوی عالمگیری، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ۱/۸۷۔

۱۵۔ أیضاً: ص ۸۸۔

۱۶۔ أیضاً۔

۱۷۔ حضرت امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ: ص ۶۷۲۔

۱۸۔ أیضاً۔

۱۹۔ بنجوری، عزیز الرحمٰن، سیرت امام أعظم أبوحنیفہ رحمہ اللہ، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۵۲۔۱۵۴۔

۲۰۔ مترجم فتاوی عالمگیری: ص ۸۹۔

۲۱۔ دائرہ معارف إسلامیہ: ۱۵/۱۴۶۔

۲۲۔ برصغیر میں علم فقہ: ص ۲۷۵۔

۲۳۔ فتاوی عالمگیری کے مؤلفین: ص ۲۱۔

۲۴۔ أیضاً۔

۲۵۔ أیضاً۔

۲۶۔ اسحاق بھٹی مولانا، فقہائے ہند: ۵(۱)/۲۲۶۔۲۲۹۔

۲۷۔ أیضاً: ص ۲۲۷۔۲۲۸۔

۲۸۔ مجموعة من علماء الهند، الفتاوى العالمكيرية، مكتبة ماجدية، كوئته، باكستان، ۱/ ۳۔

۲۹۔ أيضاً۔

۳۰۔ أيضاً۔

۳۱۔ أيضاً۔

۳۲۔ دائرہ معارف اسلامیہ: ۱۵/۱۴۷۔